يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن وسنت اور علمائے امت کی توضیحات کی روشنی میں





تالیف
فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبدالحکیم حسان

ترجمہ و تحشیہ
فضیلۃ الشیخ ابو ریاف اعجاز احمد تنویر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

دوستی اور دشمنی

قرآن وسنت اور علماء کی توضیحات کی روشنی میں

تالیف:

فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبد الحکیم حسان حفظہ اللہ

تفہیم وتعلیق:

ابو سیاف اعجاز تنویر



مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website: http://www.muwahideen.co.nr

Email: salafi.man@live.com

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اس بارے میں وضاحت کرتے ہیں:

"وَ أَمَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْمُمَانِعَةِ وَ الْمُقَاتِلَهِ كَالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانَ وَالرَّاهِبِ وَالشَّيْخِ الْكَبِيْرِ وَ الْاَعْمٰى وَ الزَّمِنِ وَ نَحْوِهِمْ فَلَا يُقْتَلُ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ اِلَّا أَنْ يُّقَاتِلَ بِقَوْلِهٖ أَوْ فِعْلِهٖ۔[103]

"جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو مسلمانوں کے رکاوٹ بننے والے اور جنگ میں شرکت کرنے والے نہ ہوں ۔مثلاً: عورتیں، بچے، مذہبی پیشوا، (پادری اور پوپ وغیرہ) بوڑھے، لاغر، معذور اور ان جیسے دیگر افراد کے متعلق اکثر وبیشتر علماء اسلام کا موقف یہی ہے کہ ان کو جنگ میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ہاں! اگر وہ اپنے قول وفعل سے جنگ میں شریک ہوتے ہیں تو ان کو قتل کیا جائے گا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

اسی طرح ایک اور مقام پر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید وضاحت کرتے ہیں:

" وَلَا تُقْتَلُ نِسَاؤُهُمْ اِلَّا أَنْ يُّقَاتِلْنَ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ[104]

"کافروں کی خواتین کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ اپنے قول اور عمل سے یعنی زبان اور ہاتھ سے جنگ میں شریک ہوں۔ اس بات پر تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے۔"

صاحب السیف والقلم امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں:

" وَالْمُحَارَبَةُ نَوْعَانِ: مُحَارَبَةٌ بِالْيَدِ، وَ مُحَارَبَةٌ بِاللِّسَانِ .... اِلٰى قَوْلِهٖ رَحِمَهُ اللهِ: وَ كَذٰلِكَ الْاِفْسَادُ قَدْ يَكُوْنُ بِالْيَدِ وَ قَدْ يَكُوْنَ بِاللِّسَانِ، وَمَا يُفْسِدُهُ اللِّسَانُ مِنَ الْأَدْيَانِ أَضْعَافُ مَا تُفْسِدُهُ الْيَدُ۔ "[105]

ہوئے ہے۔ تو درید بن صمہ نے کہا: یہ سیاہ پگڑی والا زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) ہے۔ یہ شخص تمہارا کام تمام کر دے گا اور تم کو اس جگہ سے نکال کر ہی دم لے گا۔ جب سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اس شکست خوردہ گروہ کو اس پہاڑی ٹیلے پر دیکھا تو (اپنے ساتھیوں سے) کہنے لگے: یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ پھر وہ ان کی طرف چل پڑے۔ مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت بھی ان کے ساتھ ہولی۔ مقابلہ خوب ہوا۔ مجاہدین کی مختصر جماعت نے مشرکین کے اس گروہ میں سے تین سو کافر جہنم واصل کیے۔ درید بن صمہ، جو لڑنے کے قابل نہ تھا فقط اپنی قوم کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ ڈالا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر پیش خدمت کر دیا۔" (حوالہ کے لیے دیکھیے فتح الباری: 8/24، کتاب المغازی: باب غزوۃ اوطاس، حدیث: 4223 کی شرح)

103 مجموع الفتاوی: 28/254

104 مجموع الفتاوی: 28/414

"جنگ دو طرح کی ہوتی ہے :(۱)ہاتھ سے جنگ(۲)زبان سے جنگ.(امام ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں :) کبھی کبھار تو اس میں ہاتھ کا عمل دخل ہوتا ہے۔(۲) کبھی کبھار اس میں زبان کا دخل ہوتا ہے۔البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو فساد دینوں اور مذہبوں کی طرف سے زبان کے ساتھ پھیلایا جاسکتا ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے جو ہاتھ کے ساتھ پھیلانا ممکن ہے۔"

ہم نے مذکورۃ الصدر موضوع پر تمام علماء اسلام کے جو اقتباسات نقل کیے ہیں اور واضح کیا ہے کہ اس موقف پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ "جو شخص بھی اپنے قول سے یا اپنے عمل سے مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں شریک ہو،اس کی سزا اسلام کی رو سے قتل ہے۔"سابقہ گفتگو سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگ صرف اور صرف ہاتھ اور عمل سے ہی نہیں لڑی جاتی بلکہ جنگ زبان اور قول سے بھی لڑی جاتی ہے۔علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں کافروں کو مدد فراہم کرے گا یا ان کا تعاون کرے گا،اس مدد اور تعاون کرنے والے شخص کا بھی وہی معاملہ ہوگا جو اس جنگ کرنے والے گروہ کا ہوگا۔وہ مدد اور تعاون چاہے کوئی اپنے ہاتھ سے کرے یا اپنی زبان سے کرے۔دونوں قسم کے لوگوں میں کوئی فرق نہیں سمجھا جائے گا۔بلکہ یہ بات تجربہ اور مشاہدہ میں آئی ہے کہ کبھی کبھی تو زبان کے تیر ایسے گہرے زخم لگاتے ہیں کہ کمان کے تیر بھی وہ زخم نہیں لگاسکتے بلکہ زبان کے ساتھ لڑی جانے والی جنگ دلوں کی مضبوطی اور استحکام میں زیادہ بڑا کردار ادا کرتی ہے اور دلوں کو قوت اور طاقت بخشتی ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ غزوہ اُحد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس بارے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں غزوۂ احد کا تذکرہ کرتے ہوئے ہند بنت عتبہ کا جو قولی کردار پیش کیا ہے وہ ایک بہت بڑی مثال ہے جنگ احد میں جب مسلمان اور کافر ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے۔دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے بالکل قریب آگئیں تھیں۔عین اس نازک گھڑی میں ہند بنت عتبہ (جو اس وقت حالتِ کفر پر تھیں) دیگر خواتین کے جھرمٹ میں کھڑی ہوئیں۔اپنے ہاتھوں میں دف (ہلکا پھلکا ساز بجانے کا ایک آلہ) پکڑا،مردوں کے پیچھے وہ دف بجاتیں ہوئیں انہیں جنگ پر برانگیختہ کرنے لگیں۔اس وقت ہند نے جو اشعار پڑھے ان میں سے ایک شعر یہ بھی تھا۔

وَيْهَا بِنِيْ عَبْدِ الدَّارِ

[105] الصارم المسلول:358

وَيْهًا حُمَاةَ الأَدبَارِ

(ترجمہ :)

دیکھو! بنی عبد الدّار
دیکھو! پشت کے پاسدار
خوب کرو شمشیر کا وار

شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار:

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عورت بھی جنگجوؤں میں شامل ہوگی جب وہ اپنے قول سے یا فعل سے جنگجوؤں کا تعاون کرے گی۔ یا وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھار رہی ہو۔ اسی طرح وہ بوڑھا جو اگرچہ اپنے اندر لڑنے کی سکت نہیں رکھتا تھا لیکن وہ اپنی رائے اور مشورہ سے جنگ میں تعاون پیش کرتا ہے وہ بھی قتل کر دیا جائے گا۔ اس بارے درید بن صمّہ کا واقعہ مشہور و معروف دلیل ہے۔ اسی طرح جب پوپ، پادری، پنڈت، پروہت اور گرو قسم کے لوگ لڑنے والے لوگوں کے ساتھ میل جول قائم رکھے ہوئے ہوں۔ خواہ ان مذہبی پیشواؤں کا میدان میں لڑنے والوں کو صرف زبانی کلامی (رائے اور مشورہ) تعاون ہی حاصل ہو تو ان کا حکم بھی عورتوں اور بوڑھوں کی طرح وہی ہوگا جو لڑنے والوں کا ہے۔

غور کیجیے! جب جنگ میں زبانی تعاون پیش کرنے والی عورتوں، بوڑھوں اور مذہبی پیشواؤں کا یہ معاملہ ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کا تعلق ان اقسام سے ہے جن کو شریعت اسلامیہ نے قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ جی ہاں! جب ایسے لوگ بھی رائے اور مشورہ کے ساتھ جنگ میں تعاون کریں تو وہ قتل کر دیے جائیں گے۔ اس سے ہی جان لیجیے کہ ان لوگوں کے بارے میں شریعت اسلامیہ میں کیا حکم ہوگا جو بڑے بڑے طاغوتوں اور کافروں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کرتے ہیں، مسلمانوں کو قتل کرنے پر ابھارتے ہیں، مسلمانوں کے خلاف کتابیں تصنیف کرتے ہیں، لمبے مقالات احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں، بڑی بڑی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں اور بڑے بڑے عوامی اجتماع اور جلسے منعقد کرتے ہیں، ان کا معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ جب بھی مسلمانوں کے خلاف دنیا کے بڑے طاغوتوں کا حملہ اور اٹیک ذرا سرد پڑتا ہے تو یہ ''شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار'' اس جلتی پر تیل چھڑک کر آگ کو مزید بھڑکا دیتے ہیں۔

عوام الناس کو گمراہ کرنے والے مشائخ، جرائم پیشہ مصنفین اور ہر دستر خوان کی رونق بننے والے شعراء کا ہو بہو یہی گھناؤنا کردار ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کا جرم یہ ہے کہ بذات خود عملاً مسلمانوں کے خلاف بھڑکائی ہوئی جنگ میں شرکت اختیار کرتے ہیں۔ یہ سب لوگ دراصل ایک ہی گروہ ہے۔ یہ سب لوگ دراصل اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ ان کو قتل کرنا اور اچانک چھاپہ مار کاروائی سے ان کو ختم کرنا جائز ہے، بلکہ بعض حالات میں تو واجب ہے۔ خاص طور پر ایسے شخص کے لیے یہ کاروائی تو بہت ضروری ہے جو مسلمانوں کے لیے درد سر بنا ہوا ہو۔ اس بارے شریعت اسلامیہ سے چند مثالیں اور دلائل ذکر کیے جاتے ہیں:

پہلی مثال: دشمن رسول ابو رافع یہودی کا قتل:

امام بخاری رحمہ اللہ نے "الجامع الصحیح" میں درج ذیل واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ مثال ایک بہت بڑے اسلام دشمن اور رسول دشمن ابو رافع یہودی کے بارے میں ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ سے خوب خوب دشمنی رکھتا تھا اور بقیہ لوگوں کو بھی رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کرنے پر ابھارتا تھا۔ صحیح بخاری میں اس بارے میں جو واقعہ ہے، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں:

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لِأَصْحَابِهِ: اِجْلِسُوا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ: يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ۔

فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتِدٍ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا

هُوَ فِيْ بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسَطَ عِيَالِهِ لَا أَدْرِيْ أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ ، فَقُلْتُ : يَا أَبَا رَافِعٍ! فَقَالَ : مَنْ هٰذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنْتُهُ : وَلَمْ أَقْتُلْه ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِيْ بَطْنِهِ حَتّٰى أَخَذَ فِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ أَنِّيْ قَتَلْتُهُ۔ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى دَرَجَةٍ لَهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ وَأَنَا أُرٰى أَنِّيْ قَدِ انْتَهَيْتَ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ ، فَقُلْتُ : لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَعْلَمَ أَقْتَلْتُهُ ، فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِيْ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ : أَنْعِيْ أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلٰى أَصْحَابِيْ فَقُلْتُ : النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللهُ أَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ «اُبْسُطْ رِجْلَكَ» فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ»[106]

"رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔ ابو رافع یہودی رسول اکرم ﷺ کو تنگ کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ سرزمین حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں سکونت پذیر تھا۔ جب وہ اس قلعے کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو! میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انھوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی۔ اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلدی آ جا۔ میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا:) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی حرکات و سکنات دیکھنے لگا۔

جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور انہیں اٹھا لیا۔ پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابو رافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں۔ اور وہ اپنے خاص بالا خانہ میں تھا۔ جب رات کے وقت قصہ گوئی کرنے والے (داستان گو) اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کے مخصوص کمرے

[106] صحیح البخاری=کتاب المغازی: باب قتل أبي رافع عبد الله بن أبي الحقيق ويقال: سلام بن أبي الحقيق كان بخيبر ويقال: في حصن له بأرض الحجاز، الحديث: 4039

(Specific Room) کی طرف بڑھنے لگا۔ اس تک پہنچنے کے لیے اس دوران میں جتنے دروازے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر قلعے والوں کو میرے متعلق علم ہو بھی جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ ہی گیا ۔اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ (سورہا) تھا۔ مجھے کچھ اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے ؟اس لیے میں نے آواز دی: ابورافع !وہ بولا کون ہے ؟اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کررہا تھا، یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کرسکا۔ جب وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوسری مرتبہ اندر گیا۔ میں نے پھر آواز بدل کر پوچھا: ابورافع یہ آواز کیسی تھی ؟وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ (سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :) میں نے پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اگرچہ میں اس کو خوب لہولہان تو کرچکا تھا مگر وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہوگیا کہ میں اسے قتل کرچکا ہوں۔

چنانچہ میں نے ایک ایک کرکے دروازے کھولنے شروع کیے۔ بالآخر ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ چکا ہوں، (لیکن میں ابھی میں پہنچا ہی نہ تھا) اس لیے میں اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی زخمی ہوگئی۔ میں نے اس کو اپنی پگڑی سے باندھ لیا اور آخر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ معلوم نہ کرلوں کہ آیا میں اسے قتل کرچکا ہوں یا نہیں ؟جب مرغ نے اذان دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل (دیوار) پر ایک آواز دینے والے نے کھڑے ہو کر آواز دی: لوگو! میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ تب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو (میرے ہاتھوں) قتل کرادیا ہے۔

پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو ابو رافع کے قتل کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا پاؤں آگے کرو۔" میں نے اپنا پاؤں آگے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا میرا پاؤں فوراً اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو تکلیف ہوئی ہی نہ تھی"[107]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ابو رافع یہودی کے قتل کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں پر اچانک چھاپہ مار کاروائی کی جاسکتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو انتہائی درجہ کی اذیتیں لاحق ہو رہی ہوں۔[108]

دوسری مثال: یہودی طاغوت کعب بن اشرف کا قتل:

اسی طرح کی ایک مثال کعب بن اشرف یہودی طاغوت کے قتل کی بھی ہے۔ یہ شخص بھی عوام الناس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ پر ابھارتا اور برانگیختہ کیا کرتا تھا۔ اس پر مسلمانوں کی طرف سے قاتلانہ کاروائی کی مفصل روداد سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ» فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا۔ قَالَ: «قُلْ» فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَقَدْ إِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ، قَالَ: وَأَيْضًا وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيْرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ۔

(وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ: وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ۔ فَقُلْتُ لَهُ: فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ؟ فَقَالَ: أُرَى فِيْهِ: وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ)

107 امام بیہقی فرماتے ہیں: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کیا تھا۔ لیکن کام تمام کرنے والے سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ ابو رافع کے قتل کے موضوع پر جتنی بھی روایات ہیں سب میں یہ بات مشترک ہے کہ اس کو موت کے گھاٹ اتارنے کا سہرہ بہرحال سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے سر ہی ہے۔ یہ بات بھی تمام روایات میں مشترک ہے کہ گرنے سے جن کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی وہ بھی سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ (حوالہ کے لیے دیکھیے السنن الکبری للبیہقی=کتاب السیر: باب قتل النساء والصبیان فی التبییت والغارة من غیر قصد وما ورد فی اباحة التبییت: الحدیث: 18101) (9/128)۔

108 فتح الباری: 7/345

---فَقَالَ نَعَمْ ـ اِرْهَنُونِي ـ قَالُوْا: ايَّ شَيْئٍ تُرِيْدُ؟ قَالَ : ارْهَنُوْنِي نِسَاءَ كُم ـ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَ نَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ ـ فَيُقَالُ : رُهِنَ بِوَسَقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ؟ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا ـ وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ ''اَللَّامَةَ'' (قَالَ سُفْيَانُ : يَعْنِي السَّلَاحَ)

فَوَاعَدَهُ أَنْ يَّاتِيَهِ ـ لَيْلًا وَ مَعَهُ اَبُوْنَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ اِمْرَأَتُهُ : أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَ أَخِيْ أَبُوْنَائِلَةَ ـ

وَقَالَ غَيْرُعَمْرٍو : قَالَتْ : اَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ ـ قَالَ أَخِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَ رَضِيْعِي أَبُوْنَائِلَةَ ـ

---اِنَّ الْكَرِيْمَ اِذَا دُعِيَ الِىٰ طَعَنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ ـ قَالَ وَيَدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ ـ قِيْلَ لِسُفْيَانَ: سَمَّاهُمْ عَمْرٌو؟ قَالَ سَمّٰى بَعْضُهُمْ ـ قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ وَ قَالَ غَيْرُعَمْرٍو : ابوعَبَسَ بْنُ جَبرٍ وَالْحَارِثُ ابْنُ أَوْسٍ وَ عَبَّادُ بْنُ بِشرٍ ـ قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ : اِذَا مَا جَاءَ فَاِنِّيْ قَائِلٌ بِشَعْرِهِ فَأَشُمُّهُ فَاِذَا رَأَيْتُمُوْنِي استَمكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُوْنَكُمْ فَاضْرِبُوْهُ ـ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ أُشِمُّكُمْ ـ

فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيْحُ الطِّيْبِ ـ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيْحًا أَيْ أَطْيَبَ ـ وَقَالَ غَيْرُعَمْرٍو : قَالَ عِنْدِيْ أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ ـ قَالَ عَمْرٌو: فَقَالَ أَتَاذَنُ لِيْ أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ ـ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ ـ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ)[109]

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت زیادہ ستا رہا ہے۔'' اس پر سیدنا محمد بن مسلمہ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کرڈالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں گے کہ بقدر ضرورت اس سے جو مناسب سمجھوں بات کرلوں؟ (خواہ ظاہراً وہ بری اور ناجائز ہی ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: اجازت ہے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا: یہ شخص (اشارہ رسول اکرم ﷺ کی جانب تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا ہے اور اس نے ہمیں مشقت میں مبتلا کررکھا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا

109 صحیح البخاری=کتاب المغازی: باب قتل کعب بن الأشرف، الحدیث: 4037، و کتاب الجهاد: باب الکذب فی الحرب، الحدیث: 3031 و باب الفتك بأهل الحرب، الحدیث: 3032، صحیح مسلم=کتاب الجهاد: باب قتل کعب بن الاشرف طاغوت الیهود، الحدیث: 1801

ہوں۔اس پر کعب بن اشرف بولا اور کہنے لگا:ابھی آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا۔اللہ کی قسم !تم بالکل اکتا جاؤ گے۔سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:چونکہ اب ہم نے اس کی اطاعت کرلی ہے۔اس لیے جب تک یہ معاملہ کھل نہ جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔میں تم سے ایک وسق (ایک وسق ساٹھ (٦٠) صاع کے برابر ہوتا ہے جو تقریباً ایک سو تیس کلو کے برابر بنتا ہے) یا(راوی نے بیان کیا کہ)دووسق غلّہ بطور قرض لینے آیا ہوں۔

حدیث کے ایک راوی سفیان کہتے ہیں:ہم سے حدیث کے ایک راوی عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی مرتبہ بیان کی۔لیکن ایک وسق یا دووسق غلے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔میں نے ان سے پوچھا۔کیا حدیث میں ایک وسق یا دووسق غلے کا بھی ذکر ہے ؟انھوں نے کہا!میرا بھی خیال ہے کہ حدیث میں ایک وسق یادووسق کا ذکر آیا ہے)

کعب بن اشرف نے کہا:ہاں! میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:کونسی چیز تم گروی چاہتے ہو؟کعب بن اشرف نے کہا:اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔سیدنا مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:تم عرب کے نہایت خوبصورت مرد ہو،ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں کل کلاں انہیں اسی بات پر گالیاں اور طعنے دیے جائیں گے کہ یہ تو وہی ہے نا کہ جسے ایک وسق یادووسق غلّے کے بدلے گروی رکھا گیا تھا۔یہ تو ہمارے لیے بہت بڑی ذلت ہوگی۔البتہ ہم تمہارے پاس اپنے ''لائمہ ''گروی رکھ دیتے ہیں(حدیث کے ایک راوی سفیان کہتے ہیں:لائمہ سے مراد ہتھیار اور اسلحہ تھا۔)

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ملاقات(Meeting)کرنے کا وعدہ کیا۔(کچھ دنوں کے بعد)وہ رات کے وقت کعب بن اشرف کے پاس آئے۔ان کے ساتھ ابو نائلہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔پھر اس کے قلعہ کے پاس جاکر انھوں نے آواز دی۔وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا:اس وقت(اتنی رات گئے)باہر کہاں جارہے ہو؟کعب بن اشرف نے کہا:باہر محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔

ویسے بھی ایک بہادر، معزز اور شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے ۔عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ جب سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے ۔سفیان سے پوچھا گیا: کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لیے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ عمرو بن دینار نے بعض کا نام لیا تھا۔ عمرو بن دینار کے علاوہ دوسرے راوی سفیان بن عیینہ نے ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم اپنے ساتھ دو آدمی اور لائے تھے ۔اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب ہماری طرف آئے گا تو میں اس کے بال اپنے ہاتھوں میں لے لوں گا اور انہیں سونگھوں گا۔۔جب تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو بن دینار نے ایک دفعہ یہ بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر میں اس کا سر تمہیں بھی سنگھاؤں گا۔

بالآخر کعب بن اشرف چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کے سر سے خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی ۔عمرو کے سوا دوسرے راوی سفیان بن عیینہ نے بیان کیا: کعب بن اشرف اس بات پر بولا: میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن وجمال میں بھی اس کا کوئی نظیر نہیں۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہارے سر کو سونگھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا سونگھ سکتے ہو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب بن اشرف کا سر سونگھا اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سونگھا۔ پھر دوسری دفعہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سر کو سونگھنے کی اجازت مانگی۔ اس نے دوسری دفعہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ نے پوری طرح اسے اپنے قبضہ میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انھوں نے اسے قتل کر دیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کامیاب قاتلانہ کاروائی کی اطلاع دی۔[110]

---

110 کعب بن اشرف ایک مالدار یہودی سردار تھا۔ یہ بد طینت اور شیطان صفت انسان لوگوں کو خاص طور پر قریش مکہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارتا اور برانگیختہ کیا کرتا تھا۔ ہمیشہ اس ٹوہ میں لگا رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح دھوکے سے پیغمبر آخر الزمان جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرادے۔ فتح الباری میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ اس نے اس غرضِ فاسد کے تحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعوت پر بھی مدعو کیا تھا مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ بروقت آگاہ کر دیا اور آپ بال بال بچ گئے۔
کعب بن اشرف کی ان حرکات سیئہ کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کروانے کا خیال ظاہر کیا۔ جس پر محمد مسلمہ رضی اللہ عنہ نے آمادگی ظاہر کی۔ کعب بن اشرف کی سرکوبی اور اس پر قاتلانہ حملہ کرنے والے گروہ کے امیر سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تو کر لیا مگر کئی دن اس کی پروگرامنگ (programming) کے بارے میں فکر مند رہے۔
ایک دن اپنے گہرے دوست اور صحابی رسول سیدنا ابو نائلہ کے گھر آئے۔ وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ بعد ازاں انھوں نے عباد بن بشر، حارث بن اوس، اور ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہم کو بھی پروگرامنگ اور مشاورت میں شامل کیا۔ پھر یہ سب کے سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم بقدر ضرورت اور بوقت ضرورت آپ کے بارے (فقط

تیسری مثال: فتح مکہ کے روز کچھ مجرموں کا خونِ رائیگاں؟

نبی اکرم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو کفار و مشرکین کے ہاتھوں آزاد کرایا تھا۔ آپ ﷺ نے تمام اہل مکہ کے لیے آزادی کا پروانہ جاری کر دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے اس سے پہلے مسلمانوں کو بہت پریشان کر رکھا تھا۔ خواہ وہ اپنے عمل اور کردار سے پریشان کر رہے تھے یا اپنے قول اور گفتار سے پریشان کر رہے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف فتح الباری شرح صحیح البخاری میں، مشہور مؤرخ اسلام علامہ ابن ہشام نے اپنی معروف تالیف "سیرت النبی ﷺ کامل" میں اور دورِ حاضر کے عظیم مصنف فضیلۃ الشیخ صفی الرحمن مبارک پوری نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب "الرحیق المختوم" میں ان افراد کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مختلف کتب تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے روز عام معافی کے اعلان کے باوجود جن کا خون رائیگاں قرار دیا گیا تھا وہ کل تیرہ افراد تھے۔ جن میں سے ۹ مرد اور ۴ عورتیں تھیں اور وہ درج ذیل تھے:

1. ...... عبد العزّٰی بن خطل
2. ...... حارث بن نفیل: تاریخ میں شاید ان کا یہ دوسرا نام "حویرث بن نقید بن وہب بن عبد بن قصی" مذکور ہے۔ کیونکہ دونوں قسم کے ناموں کے تحت ذکر کردہ جرم اور کیفیت و سزا ایک جیسی مذکور ہے۔
3. ...... مقیس بن صبابہ کنانی
4. ...... حارث بن طلاطل خزاعی
5. ...... عبد العُزّٰی بن خطل کی دو لونڈیوں میں سے ایک، جس کا نام ارنب اور غالبًا اس کی کنیت ام سعد تھی۔
6. ...... عبد اللہ بن سعد ابی سرح (رضی اللہ عنہ)
7. ...... عکرمہ بن ابی جہل (رضی اللہ عنہ)
8. ...... ہبار بن اسود (رضی اللہ عنہ)
9. ...... کعب بن زبیر (رضی اللہ عنہ)

حیلہ سازی کے لیے) کوئی ناپسندیدہ کلمات کہہ سکیں۔ جو موقع محل کے لحاظ سے ہم مناسب سمجھیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس چیز کی اجازت مرحمت فرمائی۔ رات کے وقت جب یہ لوگ مدینہ منورہ سے کاروائی کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین نے بنفس نفیس ان کو جنت البقیع (اصل نام بقیع الغرقد) تک آکر الوداع کیا۔ یہ سن تین ہجری تھا۔ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔ چاندنی رات تھی۔ مجاہدین کی اس مختصر سی چھاپہ مار گوریلا ٹیم کو رخصت کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ! اللہ تمہاری مدد کرے۔"

⑩......وحشی بن حرب (رضی اللہ عنہ)

⑪......ہند بن عتبہ (رضی اللہ عنہا)

⑫......عبد العزیٰ بن خطل کی لونڈیوں میں سے، یہ مسلمان ہوگئی تھی۔

⑬......بنی عبد المطلب میں سے کسی شخص کی ایک لونڈی جس کا نام "سارہ" یا "ام سارہ" تھا۔

مذکورہ بالا فہرست میں سے اوّل الذکر پہلے پانچ تو اس اعلان کے مطابق قتل کر دیے گئے۔ چاہے ان میں سے کوئی کعبہ کے پردوں کے ساتھ بھی لٹکا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخیاں اور آپ کو اذیتیں ان کی طرف سے انتہاء کو پہنچی ہوئی تھیں۔ گویا اپنے قول اور فعل سے پریشان کرتے تھے۔ جبکہ پہلے پانچ کے بعد بقیہ آٹھ افراد کا جرم قدرے کم تھا۔ انہوں نے اپنے جرائم سے توبہ کی، معافی کی خواہشگار ہوئے اسلام قبول کیا اور اسلام میں رہتے ہوئے اچھا کردار اور رویہ پیش کیا۔ لہٰذا ان کو معاف کر دیا گیا۔[111]

کفار کے معاونین: کالم نگاروں، شعراء، مولویوں اور فوجی اہلکاروں کا حکم:

مذکورہ بالا تمام مثالوں، دلیلوں اور واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جنگ میں اپنے قول یا اپنے فعل سے شریک ہوگا، مجاہدین اسلام کے خلاف اپنے ہاتھ یا زبان سے کافروں کی مدد کرے گا وہ کافر اور مرتد ہے۔ ایسے شخص کو قتل کرنا ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس اس کام کی استطاعت موجود ہے۔

اس بارے میں وہ تمام افراد برابر ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے ناک میں دم کر رکھا ہے اور جینا دو بھر کیا ہوا ہے۔

- چاہے وہ بڑے بڑے حکمران اور لیڈر ہوں۔
- چاہے حکمرانوں کے وزیر اور مشیر ہوں۔
- چاہے ان کی حمایت میں آرٹیکلز (Articles) لکھنے والے کالم نگار ہوں۔

[111] فتح الباری: 40/6160۔ زاد المعاد: 3/411 ۔ سیرۃ النبی کامل لابن ہشام: 2/458۔ الرحیق المختوم: 655

- چاہے وہ شُيُوْخُ الضَّلَالَة (گمراہ کرنے والے مولوی) ہوں جو مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں عام لوگوں کو کافروں کا ساتھ دینے کی دعوت اور تبلیغ کرتے ہوں۔
- چاہے وہ افواج اور انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے عام فوجی اور اہلکار ہوں۔
- چاہے وہ کافروں کے لیے اپنا قولی اور فعلی تعاون کرنے والے مفسرین، شعراء مفکرین، اخبار نویس اور اخباری رپورٹر ہوں۔
- چاہے کافروں کو اپنا جانی اور مالی تعاون پیش کرنے والے اسلام دشمن عناصر ہوں۔ الغرض یہ تمام لوگ درحقیقت ایک گروہ اور جماعت ہیں، کفر وارتداد کے احکام اور جنگ وقتال کے معاملہ میں ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں:

"وَكَذَالِكَ الْأَثَرُ الْمَرْوِيُّ «إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيْلَ: أَيْنَ الظَّلَمَةُ وَأَعْوَانُهُمْ؟ أَوْ قَالَ: وَأَشْبَاهُهُمْ؟ فَيُجْمَعُوْنَ فِيْ تَوَابِيْتَ مِنْ نَارٍ ثُمَّ يُقْذَفُ بِهِمْ فِي النَّارِ» وَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ: «أَعْوَانُ الظَّلَمَةِ مِمَّنْ أَعَانَهُمْ، وَلَوْ أَنَّهُ لَاقَ لَهُمْ دَوَاةً، أَوْ بَرَى لَهُمْ قَلَمًا، وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَقُوْلُ: "بَلْ مَنْ يَغْسِلُ ثِيَابَهُمْ مِنْ أَعْوَانِهِمْ، وَأَعْوَانُهُمْ هُمْ مِنْ أَزْوَاجِهِمُ الْمَذْكُوْرِيْنَ فِي الْآيَةِ، فَإِنَّ الْمُعِيْنَ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى مِنْ أَهْلِ ذَالِكَ، وَالْمُعِيْنُ عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ مِنْ أَهْلِ ذٰلِكَ، قَالَ تَعَالىٰ: ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّه، نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا﴾ وَالشَّافِعُ الَّذِيْ يُعِيْنُ غَيْرَهُ فَيَصِيْرُ مَعَهُ شَفْعًا بَعْدَ أَنْ كَانَ وِتْرًا، وَلِهٰذَا فُسِّرَتْ الشَّفَاعَةُ الْحَسَنَةُ بِإِعَانَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْجِهَادِ، وَالشَّفَاعَةُ السَّيِّئَةُ بِإِعَانَةِ الْكُفَّارِ عَلٰى قِتَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَأَبُوْ سُلَيْمَانَ۔" [112]

"جب قیامت کا دن ہو گا آواز دی جائے گی: ظالم وجابر اور ان کے مددگار ومعاون کہاں ہیں؟ انہیں آگ کے صندوقوں میں جمع کر دیا جائے گا۔ پھر ان سب کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اسی وجہ سے سلف صالحین میں سے بہت زیادہ افراد کا یہ موقف ہے کہ: ظالموں اور جابروں کے مددگاران لوگوں کے حکم ہی میں

112 مجموع الفتاوى: 7/64

③　علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: کعب بن اشرف نے سیدنا ابو نائلہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے بتا! تیرے دل میں کیا بات ہے؟ آخر کس کام کے لیے تم میرے پاس آئے ہو اور تم اس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ تو سیدنا ابو نائلہ رضی اللہ عنہ نے (بظاہر دھوکہ دینے کے انداز میں اور اس کی موافقت کے انداز میں) فرمایا: ہم اس کو ذلیل ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں اور اس سے اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ تب کعب بن اشرف (اپنے نتھنے پھلاتا ہوا) بولا: تو نے میرا دل خوش کر دیا۔

④　عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے مرسل روایت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: (جب کعب بن اشرف کو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی ہوئی چھاپہ مار ٹیم نے قتل کر دیا تو) یہودی اس کے بعد خوفزدہ اور دہشت زدہ ہو گئے۔ بعد ازاں یہودیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے سردار کے قتل کی شکایت لے کر آیا اور کہنے لگا: ہمارے سردار کو اچانک خفیہ طور پر دھوکہ سے قتل کر دیا گیا ہے اور آپ کے ساتھیوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کرتوتیں اس وفد کے سامنے پیش کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ وہ لوگوں کو میرے خلاف ابھارتا تھا۔ میرے قتل کے منصوبے بناتا تھا اور اس نے مسلمانوں کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔

⑤　ابن سعد نے اپنی تاریخ میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب سن کر خوفزدہ ہو گئے اور اُنھوں نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا۔

(حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اقتباس کا ترجمہ مکمل ہوا)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَعْنَاهُ ائْذَنْ لِيْ أَنْ أَقُوْلَ عَنِّيْ وَعَنْكَ مَا رَأَيْتُهُ مَصْلِحَةً مِنَ التَّعْرِيْجِ وَغَيْرِهِ فَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَى جَوَازِ التَّعْرِيْضِ وَهُوَ أَنْ يَأْتِيَ بِكَلَامٍ بَاطِنُهُ صَحِيْحٌ وَيَفْهَمُ مِنْهُ الْمُخَاطَبُ غَيْرَ ذَالِكَ، فَهَذَا جَائِزٌ فِي الْحَرْبِ وَغَيْرِهَا مَا لَمْ يُمْنَعْ بِهِ حَقًّا شَرْعِيًّا"[127]

127 صحیح مسلم مع شرح النووی: 12/136

"(سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فرمایا تھا کہ آپ ہمیں اجازت دیں کہ آپ کے بارے میں ہم اگر کچھ کہنا چاہیں تو کہہ سکیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمادیں کہ میں اپنے بارے اور آپ کے بارے "تعریض وتوریہ" کرتے ہوئے جو کہنا چاہوں کہہ لوں۔ اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دلیل بھی معلوم ہوگئی تعریض اور توریہ کرنا جائز ہے۔ "تعریض اور توریہ" یہ ہے کہ انسان کوئی ایسی بات کرے جس بات کرنے والے کے دل میں جو معنی و مطلب ہو وہ درست ہی بنتا ہو جبکہ مخالف اور سامع اس خفیہ مطلب کے علاوہ کوئی اور مطلب سمجھے۔ اس کو تعریض اور توریہ کہتے ہیں: اس طرح کلام اور گفتگو لڑائی اور جنگ وغیرہ میں جائز ہے، جب تک شریعت کی طرف سے واضح ممانعت ثابت نہ ہو۔"

(امام نووی رحمہ اللہ کے اقتباس کا ترجمہ مکمل ہوا)

آپ نے غور فرمایا کہ کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ کتنی واضح دلیل ہے بطور خاص کہ کسی ایسے کافر کو دھوکے کے ساتھ قتل کرنا جائز ہے جس کے ساتھ مسلمان حالت جنگ میں ہوں۔ اس کو قتل کرنے کے لیے کوئی بھی ممکن طریقہ اختیار کیا جائے تو درست ہے۔ یہاں تک کہ اس کافر پر پوری طرح قابو پالیا جائے اور اس کو قتل کر دیا جائے۔ اس مشن کی خاطر خواہ کافر کو یہ ظاہر کرنا بھی پڑے میں تیرے اقدامات و نظریات کا پورا پورا حامی ہوں۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کی ٹیم کے دیگر ساتھیوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ آپ میرے بارے اور اپنے بارے جو مناسب سمجھیں کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ ان کو رخصت فرماتے وقت ان کی کامیابی اور کامرانی کے لیے دعا بھی فرمائی۔

مذکورہ بالا واقعہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کر لیجیے کہ جو شخص اس بات کا دعویدار ہو کہ "اس طرح کی کاروائی دھوکہ اور فریب ہے اور یہ حرام اور ناجائز ہے اسلام اس طرح کی کاروائیوں کو حرام قرار دیتا ہے" اس کی طرح کی باتیں کرنے والا علم سے بالکل کورا ہے اور دین اسلام سے بھٹکا ہوا ہے۔ اس شخص کی یہ جہالت اور گمراہی ممکن ہے اس کو آہستہ آہستہ اس حد تک لے جائے کہ وہ قرآن وسنت کی شرعی نصوص کو جھٹلانے لگ جائے۔ یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ شرعی مقاصد کے حصول کے لیے مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار کفار کو دھوکہ دینا جائز ہے اور قرآن وسنت کے صحیح دلائل سے ثابت ہے

شخص کو قتل تو نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ پیغمبر اسلام جناب محمد ﷺ کی طرف دھوکہ دہی کی نسبت نہیں کر رہا بلکہ ایک امتی اور صحابی کی طرف کر رہا ہے۔

(امام قرطبی مزید فرماتے ہیں) ہم نے جو یہ کہا ہے کہ ایسے شخص کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس کو بغیر کسی سزا کے چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ ایسے شخص کو مناسب سزا دی جائے گی مثلاً جیل میں بند کیا جائے گا، سخت مار ماری جائے گی اور ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔"[129]

تیسرا واقعہ: سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ابو رافع یہودی کا قتل:

ابو رافع ابن ابی الحقیق خیبر کا متعصب یہودی تھا۔ وہ مکہ مکرمہ گیا اور قریش مکہ کو نبی اکرم ﷺ کے خلاف جنگ کے لیے آمادہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کام کے لیے بہت زیادہ گروہوں اور جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر لیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا واقعہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یوں بیان فرمایا ہے:

«بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيْكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ كَانَ أَبُوْرَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يُعِيْنُ عَلَيهِ وَ كَانَ فِي حِصْنٍ لَّهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ» [130]

"رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند آدمی ابو رافع بن ابی حقیق یہودی کی طرف روانہ فرمائے سیدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر اور سربراہ مقرر فرمایا، ابو رافع یہودی رسول اکرم ﷺ کو تنگ کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ صحابہ کرام کی یہ مختصر سی جماعت جب اس کو قتل کرنے گئی تو وہ اس وقت اپنی سرزمین حجاز والے قلعے میں تھا۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں:

129 تفسیر القرطبی: 8/180-181 طبع دار الحدیث

130 صحیح البخاری = کتاب المغازی: باب قتل أبي رافع عبد الله بن أبي الحقيق، الحديث: 4039

③ جن لوگوں کے ساتھ مسلمان حالت جنگ میں ہوں ان کی جاسوسی کرنا اور ان کو اچانک دھوکے سے جالینا بھی جائز ہے۔

④ مشرکین کے ساتھ جاری جنگ میں ان پر سخت ہاتھ ڈالنا بھی جائز ہے۔

⑤ مصلحت کی خاطر اصل بات چھپا کر رکھنا بھی جائز ہے۔

⑥ مذکورہ واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا چھوٹا سا گروہ مشرکین کے کسی بڑے جتھے کے ساتھ ٹکر لے سکتا ہے۔"

(حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اقتباس کا ترجمہ مکمل ہوا)



چوتھا واقعہ: سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خالد ہذلی کا قتل:

دھوکے کے ساتھ قتل کرنے کے جواز پر ایک واقعہ خالد بن سفیان ہذلی کے بارے میں بھی مروی ہے۔ دشمنان اسلام اور دشمن رسول خالد ہذلی کو قتل کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانباز صحابی سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل، امام ابو داؤد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اپنی زبانی وہ واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

«دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ : اِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِیْ أَنَّ خَالِدَ بْنَ سُفْیَانَ بِنِ نَبِیْحٍ یَجْمَعُ لِی النَّاسَ لِیَغْزُوْنِیْ وَهُوَ بِعُرْنَةَ ، فَأْتِهِ فَاقْتُلْهُ ، قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ! اِنْعَتْهُ لِیْ حَتّٰی أَعْرِفَهُ قَالَ الرَّسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم : اِذَا رَأَیْتَهُ وَجَدْتَّ لَهُ قُشَعْرِیْرَةً ، قَالَ : فَخَرَجْتُ مُتَوَشِّحًا بِسَیْفِیْ حَتّٰی وَقَعْتُ عَلَیْهِ وَهُوَ بِعُرْنَةَ مَعَ ظُعُنٍ یَرْتَادُ لَهُنَّ مُنْزِلًا ، وَحِیْنَ کَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ ۔ فَلَمَّا رَأَیْتُهُ وَجَدْتُ مَا وَصَفَ لِیْ رَسُوْلُ اللهُ مِنَ الْقُشَعْرِیْرَةِ ۔ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ ، وَخَشِیْتُ أَنْ یَّکُوْنَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُ مُحَاوَلَةٌ تَشْغَلُنِیْ عَنِ الصَّلَاةِ ، وَأَنَا أَمْشِیْ نَحْوَه، أُوْمِیْ بِرَأْسِیْ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ، فَلَمَّا انْتَهَیْتُ اِلَیْهِ قَالَ: مَنِ الرَّجُلُ ؟ قُلْتُ : رَجُلٌ مِّنَ الْعَرَبِ سَمِعَ بِكَ وَ بِجَمْعِكَ لِهٰذَا الرَّجُلِ فَجَآئَكَ لِهٰذَا قَالَ : أَجَلْ أَنَا فِیْ ذَالِكَ ، قَالَ : فَمَشَیْتُ مَعَهُ شَیْئًا حَتّٰی اِذَا أَمْکَنَنِیْ حَمَلْتُ عَلَیْهِ السَّیْفَ حَتّٰی قَتَلْتُهُ ، ثُمَّ

خَرَجْتُ وَ تَرَكْتُ ظَعَائِنَهُ مُكِبَّاتٍ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنِي فَقَالَ : أَفْلَحَ الْوَجْهُ، قَالَ : قُلْتُ : قَتَلْتُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ : صَدَقْتَ.....)) [133]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا:"بلاشبہ مجھے یہ خبریں ملی ہیں کہ خالد بن سفیان بن صبیح ہذلی میرے خلاف لڑنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔اس وقت وہ" عرنہ"(مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے)میں ٹھہرا ہوا ہے۔تو اس کے پاس جا اور اس کو قتل کر ڈال۔سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا یا رسول اللہ!اس کے متعلق کچھ نشانیاں اور علامتیں مجھے بتا دیں۔تاکہ میں اس کو پہچان لوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جب آپ اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کو دیکھیں گے تو آپ اس کو اس حالت میں پائیں گے کہ اس پر کپکپی اور لرزش (رعشہ)طاری ہو گئی۔سیدنا عبد اللہ بن انیس فرماتے ہیں: میں اپنی گردن میں تلوار لٹکائے اس کی طرف نکل پڑا اور اس کے پاس جا پہنچا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق وہ واقعتا اس وقت "عرنہ"مقام پر موجود تھا اور اپنی بیویوں کے لیے کوئی جگہ تلاش کر رہا تھا۔

جب میں اس کے پاس پہنچا اس وقت عصر کا وقت ہو چکا تھا۔جب میں نے اس کو دیکھا وہ واقعتا ایسی حالت میں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت بتائی تھی کہ اس پر کپکپی اور لرزش طاری ہو گی۔میں دھیرے دھیرے اس کی طرف چل پڑا۔میرے دل میں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ اگر میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اس سے گفتگو شروع ہو جاتی ہے تو ممکن ہے "نمازِ عصر" جاتی رہے ،لہٰذا میں نے چلتے چلتے اشارے سے نماز پڑھنی شروع کر دی۔رکوع اور سجدہ کرنے کے لیے میں اپنے سر کو ذرا نیچے جھکاتا رہا۔بالآخر میں اس کے پاس پہنچ گیا۔

اس نے مجھے دیکھ کر سوال کیا: آپ کون ہیں ؟میں نے جواب دیا میں اہل عرب سے تعلق رکھنے والا ایک فرد ہوں۔(اس کو اعتماد میں لینے کے لیے کہنے لگے) آپ کے بارے میں سنا ہے کہ اس شخص (اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا) کو قتل کرنے کے لیے کوئی فوج جمع کر رہے ہیں۔اسی جذبہ کے تحت میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ میں بھی اس فوج میں شامل ہو جاؤں۔دشمن اسلام خالد ہذلی کہنے لگا: بالکل!میں آج کل اسی منصوبے پر کام کر رہا

[133] سنن أبي داؤد=كتاب الصلوة/تفريع ابواب صلوة السفر: باب صلوة الطالب ، سنن البيهقي=كتاب صلوة الخوف: باب كيفية صلوة شدة الخوف ، الحديث:6024، البداية والنهاية لابن كثير :4/160-161، نیل الاوطار:3/213، مسند احمد:3/496،اس حدیث کی سند پر امام ابو داؤد اور امام منذری رحمہ اللہ نے خاموشی اختیار کی ہے جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

ہوں۔ سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں کچھ دیر اس کے ساتھ چلتا رہا اور چہل قدمی کرتا رہا۔ یہاں تک جب میرے لیے ممکن ہوا، میں نے تلوار کے ساتھ اس پر بھرپور حملہ کیا اور اس کو واصل جہنم کر دیا۔ پھر میں وہاں سے نکل پڑا۔ میں نے آتے ہوا دیکھا کہ کی بیویاں اس پر (روتے ہوئے اور بین کرتے ہوئے) جھکی ہوئی تھیں۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی دعائیہ انداز میں فرمایا: اللہ اس چہرے کو بامراد اور تروتازہ رکھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اس کو قتل کرڈالا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے اپنی بات کو اور اپنے ارادے کو سچ کر دکھایا ہے۔"

مذکورہ بالا احادیث میں جو چار واقعات درج ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ جو دیگر واقعات اس موضوع پر مروی ہیں، ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار پر اچانک دھوکے سے جھپٹ پڑنا جائز اور مباح ہے۔ بطور خاص وہ کافر جو مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہوں ان پر جھپٹنا ان کو قتل کرنا اور ہر ممکن طریقہ سے ان کی طرف پہنچنے کی منصوبہ بندی کرنا جائز ہے۔ یہ سارا عمل "جہاد فی سبیل اللہ" ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ سرکاری علماء، مجرم صحافی اور ملحد مصنفین ہی اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کیونکہ وہ اس "عمل" کو جہاد فی سبیل اللہ سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

ہم اس بارے میں علماء حق کے فتاوی اور اقتباسات کعب بن اشرف کے قتل کے واقعہ میں بیان کر چکے ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلسوں میں جن لوگوں نے کعب بن اشرف کے قتل کو جہاد فی سبیل نہیں بلکہ دھوکہ دہی اور فریب پر محمول کیا تھا۔ ایسے شخص کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دینے کا حکم صادر فرمادیا۔

فضیلۃ الشیخ علامہ عبد الرحمن الدّوسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس مسئلہ میں عرب کے مشہور عالم فضیلۃ الشیخ عبد الرحمن الدوسری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وضاحت فرمائی ہے۔ علامہ عبد الرحمن الدوسری فرمان باری تعالیٰ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے عبودیت کے مراتب کا تذکرہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

ثُمَّ اِنَّ اِعْدَادَ الْقُوَّةَ حَسْبَ الْمُسْتَطَاعِ مِنْ وَاجِبَاتِ الدِّيْنِ وَ لَوَازِمِ اِقَامَتِهِ وَالْعَابِدُ الصَّحِيْحُ لِلّٰهِ لَا يَعْتَوِرُهُ التَّسْوِيْفُ فِيْ هٰذَا ، فَضَلًا عَنْ تَرْكِهِ أَوْ التَّسَاهُلِ فِيْهِ ، وَأَيْضًا فَالْعَابِدُ لِلّٰهِ المُصَمِّمِ عَلَى الْجِهَادِ يَكُوْنُ مُنْقِذًا

میں طعن و تشنیع کرنے والے افراد کو قتل کرنے پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے کہ وہ ضرور اس کام کو سرانجام دے۔ اللہ تعالیٰ کے اوپر اپنا توکل اور بھروسہ کرے۔ وہی اللہ اس کے لیے کافی اور مددگار ہے۔ اس مشن میں اگر اس کی اپنی جان بھی چلی جاتی ہے تو ان شاء اللہ العزیز وہ شہید ہوگا۔ جو اپنا یہ کارنامہ "فی سبیل اللہ" آخرت میں بھیج رہا ہے اس پر وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

یہ بھی ضروری ہے کہ ان طاغوتوں کو اس طریقہ سے ختم کیا جائے کہ ان جیسے دوسرے افراد بھی اپنی کرتوتوں اور خلافِ اسلام حرکتوں سے باز آجائیں۔ ایسے طریقہ سے ان طاغوتوں کا خاتمہ ہو کہ اللہ کے دین میں کیڑے نکالنے والے اور عیب جوئی کرنے والے جس شخص کو اپنا یہ عمل بہت خوبصورت اور بھلا محسوس ہوتا ہے، یا جو دین اسلام میں طعن و تشنیع کرتا رہتا ہے، یا جو اللہ کے مومن بندوں کو تنگ کرتا رہتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے بھی وہ طریقہ روک تھام اور سدباب کا سبب بن جائے اور دیگر تمام مجرمین کے لیے بھی یہ کاروائی عبرت کا نشان بن جائے۔ بالکل ایسے جیسے یہودیوں کا بڑا سردار کعب بن اشرف مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوا تو اس سے باقی یہودی بھی سہم گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے: ہمارا قائد و لیڈر دھوکے سے قتل کر دیا گیا ہے (اور اس کو آپ کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے) نبی ﷺ نے ان یہودیوں کی اس شکایت کے جواب میں ان کے قائد کی بری حرکتیں اور شرارتیں بیان فرمائیں۔ نیز یہ بھی واضح کیا کہ وہ لوگوں کو میرے خلاف جنگ کرنے اور مجھے قتل کرنے پر ابھارا کرتا تھا۔ یہ سن کر وہ خوفزدہ ہو گئے اور کچھ کہے بغیر اٹھ کر چل دیے۔

جرم کیے اگر لمبا عرصہ بیت جائے تو:

یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ لمبا عرصہ اور مدت مدید گزرنے کے باوجود جنگی جرائم کی سزا ساقط نہیں ہوا کرتی۔ نبی اکرم ﷺ نے چند جنگی مجرموں کو فتح مکہ کے روز سزا سنائی اور ان کا خون رائیگاں قرار دے دیا اور فرمادیا کہ یہ لوگ جہاں بھی نظر آجائیں ان کو قتل کر دیا جائے خواہ وہ مرد تھے یا عورتیں تھیں۔ حالانکہ ان کی طرف سے مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیے ہوئے ایک لمبا زمانہ گزر چکا تھا۔ جب چند سالوں کے بعد اللہ رب العزت نے مسلمانوں کے ہاتھوں مکہ کو فتح کر دیا تو اس وقت ان کو ان کے ان جرائم کی سزائیں دی گئیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک گروپ روانہ کیا اور فرمایا:

((اِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَ فُلَانًا فَأَحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ .....)) [135]

"اگر فلاں اور فلاں شخص تمہیں مل جائے تو ان کو آگ کے ساتھ جلا دینا....."

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ وَقَعَ فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اسْحَاقَ ((اِنْ وَجَدتُّمْ هِبَّار بْنَ الْاَسْوَدِ وَالرَّجُلَ الَّذِيْ سَبَقَ مِنْهُ اِلٰى زَيْنَبَ مَا سَبَقَ فَحَرِّقُوْهُمَا بِالنَّارِ)) يَعْنِيْ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ كَانَ زَوْجُهَا أَبُوْ الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ لَمَّا أَسَرَهُ الصَّحَابَةُ ثُمَّ أَطْلَقَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمَدِيْنَةِ شَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ يُجَهِّزَ لَهُ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ فَجَهَّزَهَا ، فَتَبِعَهَا هَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَ رَفِيْقُهُ فَنَخَسَا بَعِيْرَهَا فَأَسْقَطَتْ وَمَرِضَتْ مِنْ ذَالِكَ ، قَالَ الحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِيْ فَوَائِدِ هٰذَا الْحَدِيْثِ : وَفِيْهِ أَنَّ طُوْلَ الزَّمَانِ لَا يَرْفَعُ الْعُقُوْبَةَ عَمَّنْ يَسْتَحِقُّهَا" [136]

"ابن اسحاق کی روایت میں ان لوگوں کے بارے میں کچھ وضاحت بھی آئی ہے جن کو جلانے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"اگر تم ہبار بن اسود کو اور اس شخص کو پالو جس سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں وہ غلط حرکت سرزد ہوئی تھی۔ جو بھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ان کو جلا کر خاکستر بنا دینا۔"

مذکورہ روایت میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا جو تذکرہ ہوا ہے۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بڑی صاحبزادی سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ ان کے خاوند کا نام ابو العاص بن ربیع تھا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اس کو گرفتار کر لیا تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ سے اس شرط پر آزاد کر دیا تھا کہ وہ مکہ جا کر میری بیٹی زینب کو تیار کر کے میری طرف روانہ کر دے۔ اس نے اپنی بات کو پورا کیا اور جا کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ روانہ کر دیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب مکہ سے مدینہ کی طرف سفر کر رہی تھیں۔ ہبار بن اسود اور اس کا ایک ساتھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ ان دونوں افراد نے عداوت اسلام کی بناء پر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو ایک لکڑی چبھو کر بھگا دیا۔ سیدہ زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ سے گر پڑیں اور اس کی وجہ سے بیمار

135 صحیح البخاری=کتاب الجھاد: باب لا یعذب بعذاب الله، الحدیث: 3016

136 فتح الباری: 6/149-150

ہو گئیں۔(اوراسی جرم اور شرارت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز ہبار بن اسود اور اس کے ساتھی کا خون رائیگاں قرار دیا تھااور فرمایا تھا کہ یہ لوگ جہاں بھی نظر آئیں ان کو قتل کر دیا جائے۔)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کسی سزا کے مستحق سے لمبازمانہ بیت جانے کے باوجود سزا ختم نہیں ہوتی۔"(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے اقتباس کا ترجمہ مکمل ہوا)

مظلوم کا ہاتھ اور ظالم کا گریبان:

فتح مکہ کا یہ واقعہ ایک بہت بڑا ڈراوا ہے اس شخص کے لیے جو مسلمانوں کی عزتوں اور حرمتوں کو آج پامال کر رہا ہے ۔مسلمانوں کا بے دریغ ناحق خون بہارہا ہے اور ان کے مال ودولت کو اپنے قبضہ میں کرتا جارہا ہے۔ایسے شخص کوڈرنا چاہیے کہ زمانے کا وہ دن دور نہیں جب ان مجاہدین کے ہاتھ بھی ان کے گریبان تک جا پہنچیں گے۔(ان شاء اللہ) یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عام لوگ توشاید ان مظالم اور مصائب کو بھول جائیں تو بھول جائیں لیکن مظلوم اپنے اوپر ہونے والے جبر واستبداد کو کبھی نہیں بھولتا ۔ان شاءاللہ وہ وقت دور نہیں جب مظلوم اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لیں گے اور پوراپورا قصاص وصول کریں گے۔"

جب مظلوم کا ہاتھ ظالم کے گریبان تک جا پہنچے گا اس وقت ظالم کو کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اس پر رحم کرے جس طرح اس سے پہلے مظلوم کی حالت تھی کہ جب مظلوم پر ظلم ہوتا تھاتو آگے بڑھ کر اس وقت ظالم کا ہاتھ نہیں پکڑتا تھا کہ ظالم کو ظلم سے روک سکے۔اس طرح پوراپورابدلہ اور قصاص ہو گا۔(ان شاءاللہ)　　　(وہ چاہے دنیامیں ہو چاہے آخرت میں ہو)

